سٹہ بازی اسٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت

مولانا محمد تقی امینی ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۲)

چندہ صورتیں جن میں قمار اور احتمالِ سود کی خرابیاں پائی جاتی ہیں

(۱) دو معاملہ کرنے والے (بغیر حقیقت معلوم کئے) ایک دوسرے کے جس کپڑے یا سامان کو چھو دیتے اس کی بیع ہو جاتی تھی اس کو "ملامسہ" کہتے ہیں،

(۲) دو معاملہ کرنے والے ایک دوسرے کی جانب جس کپڑے یا سامان کو پھینک دیتے اس کی بیع ہو جاتی تھی اس کو "منابذہ" کہتے ہیں۔

بعض لوگوں کے نزدیک "ملامسہ" میں خریدار جس کپڑے یا سامان کو چھو دیتا اس کی بیع ہو جاتی اور "منابذہ" میں بیچنے والا جس کپڑے یا سامان کو خریدنے والے کی جانب پھینک دیتا اس کی بیع ہو جاتی[۱]

(۳) خریدار بیچنے والے کے جس کپڑے یا سامان پر کنکری رکھ دیتا اس کی بیع ہو جاتی تھی اس کو "بیع الحصاۃ" یا القاء الحجر کہتے ہیں۔

(۴) درخت پر لگے ہوئے تر پھلوں کو اندازہ سے ٹوٹے ہوئے خشک پھلوں کے عوض بیچا جاتا تھا اس کو "مزابنۃ" کہتے ہیں۔

(۵) کھڑی کھیتی (فصل) کو اندازہ سے کٹے ہوئے غلہ کے عوض فروخت کیا جاتا تھا اس کو "محاقلہ" کہتے ہیں۔

---

[۱] ہدایہ ج ۳ باب البیوع الفاسدہ

ان صورتوں میں چونکہ قمار (جوا) اور سود کا احتمال پایا جاتا ہے اس بناء پر ان سے منع کیا گیا ہے یعنی پہلی تین صورتوں میں ایک فریق نفع کی خاطر غیر ضروری خطرات مول لیتا ہے اور بقیہ دو میں ایک جنس کا اندازہ اسی جنس سے کمی بیشی کا احتمال پیدا کرتا ہے بالخصوص جبکہ تر کا اندازہ خشک کے ساتھ اور درخت پر لگے ہوئے کا اندازہ کٹے ہوئے کے ساتھ کیا جائے۔

ان صورتوں کی ممانعت سے متعلق حدیثیں | چنانچہ ان صورتوں کی ممانعت کے بارے میں حدیثیں یہ ہیں،

نھی عن الملامسة والمنابذة فی البیع[1]	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع میں "ملامسہ" اور "منابذہ" سے منع فرمایا۔
نھی عن بیع الحصاۃ[2]	رسول اللہ نے کنکری پھینکنے کی بیع سے منع فرمایا۔
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المزابنة والمحاقلة[3]	بیشک رسول اللہ نے مزابنۃ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔

چند وہ صورتیں جن میں ضرر، دھوکہ جہالت وغیرہ کی خرابیاں پائی جاتی ہیں | (۱) باغ کے پھل اور کھیت کی فصل کو تیار ہونے اور پکنے سے پہلے بیچ دیا جاتا تھا۔

(۲) خریدی ہوئی چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کیا جاتا تھا

(۳) بیع کے ایک معاملہ میں دو معاملے کئے جاتے تھے چنانچہ بیچنے والا کہتا کہ میں نے اس چیز کو نقد دس روپیہ میں بیچا اور ادھار بیس روپیہ کے عوض فروخت کیا یا میں نے اپنا باغ ایک ہزار میں اس شرط پر فروخت کیا کہ تم اپنا مکان سو روپیہ کے عوض فروخت کرو۔

(۴) بیع کے درمیان ایسی شرطوں کا اضافہ کیا جاتا جن کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا مثلاً خریدار کہتا کہ میں کپڑا اس شرط پر خریدتا ہوں کہ تم (بیچنے والا) اس کو کتا دو یا کتا کر سلا دو۔

ان صورتوں میں چونکہ ایک فریق کو نقصان کا اندیشہ دھوکہ دہی قیمت میں جہالت اور

---

[1] بخاری کتاب البیوع۔ [2] مسلم ابواب البیوع [3] بخاری باب بیع المزابنة

ایسی شرطوں کا اضافہ پایا جاتا ہے جن کا معاملہ بیع سے کوئی تعلق نہیں ہے اس بنا پر ان سے منع کیا گیا ہے۔

ان صورتوں کی ممانعت سے متعلق حدیثیں | چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاضرر ولاضرار فی الاسلام[1]۔	اسلام میں نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔
نهى عن بيع النخل حتى يزهو وعن بيع السنبل حتى يبيض ويأمن العاهة۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ پک جائے اور بالی کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ سفید ہو جائے اور آفت کا خطرہ نہ رہے۔

بیع ہونے کے بعد پھل اور فصل برباد ہونے کی صورت میں حضرت عمر بن عبد العزیز سے خریدار کو نقصان کا معاوضہ دلانا بھی ثابت ہے[2]۔

دوسری صورت کے بارے میں فرمایا۔

من ابتاع طعاماً فلا يبيعه حتى يستوفيه[3]۔	جس شخص نے غلہ خریدا وہ اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

قبضہ عملاً یا کا ہونا دونوں میں سے کوئی کافی ہے۔

تیسری صورت کے بارے میں ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في صفقة واحدة[4]۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک معاملہ میں دو بیع سے منع فرمایا۔

چوتھی صورت کے بارے میں ہے۔

---

[1] مسلم ابواب البیوع [2] موطا امام مالک کتاب البیوع
[3] بخاری ومسلم [4] شرح السنہ۔

ولا شرطان فی بیع[1]

بیع میں دو شرط حلال نہیں ہے۔

ایک شرط کا بھی یہی حال ہے دو کی قید واقعی ہے احترازی نہیں ہے[2]

چند وہ صورتیں جن میں جہالت منازعت اور ناجائز استحصال وغیرہ کی خرابیاں پائی جاتی ہیں

(۱) ادھار کی بیع ادھار کے بدلہ کی جاتی تھی یعنی ایک شخص کوئی چیز ادھار خرید تا اور مدت معینہ پر وہ قیمت نہ ادا کر سکتا تو دوبارہ اسی چیز کو ادھار خرید لیتا تھا اس کو "بیع الکالی با لکالی" یا بیع النسیہ بالنسیہ کہتے ہیں اس صورت میں دونوں طرف صرف باتیں ہی باتیں ہوتی تھیں بیع وثمن دونوں نہ ہوتے تھے

(۲) جو چیز پاس موجود نہ ہوتی اس کی بیع ہوتی تھی پھر وہ چیز بازار سے خرید کر خریدنے والے کے حوالہ کی جاتی تھی۔

(۳) ایک شخص کوئی چیز خرید تا اور بیچنے والے کو کچھ رقم اس شرط پر ادا کرتا کہ اگر بیع مکمل ہو گئی تو یہ رقم قیمت میں شمار ہو گی اور اگر مکمل نہ ہوئی تو یہ رقم بیچنے والے کی ہو جائے گی اس کو "بیع عربان" کہتے ہیں۔

(۴) جو چیز اپنے قبضہ اور ضمان میں نہ آتی اس پر نفع لیا جاتا تھا جیسے قبضہ سے پہلے مبیع پر نفع حاصل کیا جاتا تھا۔

ان صورتوں کی ممانعت سے متعلق حدیثیں

ان صورتوں میں چونکہ جہالت منازعت اور ناجائز استحصال وغیرہ قسم کی خرابیاں پائی جاتی ہیں اس بناء پر ان سے منع کیا گیا ہے چنانچہ ممانعت سے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں یہ ہیں۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکالی با لکالی[3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادھار کے بدلہ ادھار کی بیع سے منع فرمایا۔

دوسری صورت کے بارے میں ہے۔

نھانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ میں وہ چیز

---

[1] ترمذی و ابوداؤد [2] حاشیہ مشکوۃ باب المنہی عنہا من البیوع [3] دارقطنی از مشکوۃ

ان ابیع مالیس عندی[1] — بیچوں جو میرے پاس نہ ہو۔

ابوداؤد و نسائی کی روایت میں ہے۔

قال قلت یارسول اللہ یاتینی الرجل فیریدمنی البیع و لیس عندی فابتاع لہ من السوق قال لاتبع مالیس عندک[2] — حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور وہ مجھ سے بیع کرنا چاہتا ہے حالانکہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن بیع کے بعد میں اس کے لیے بازار سے خرید لاتا ہوں آپ نے فرمایا جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اس کی بیع مت کرو۔

تیسری صورت کے بارے میں ہے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع العربان[3] — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع عربان سے منع فرمایا۔

چوتھی صورت کے بارے میں ہے۔

ولا ربح مالم یضمن[4] — اس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو۔

یکجائی طور پر مذکورہ صورتوں کی ممانعت کے وجوہ مبادلہ کی مذکورہ شکلوں کو جن وجوہات کی بنا پر منع کیا گیا ہے یکجائی طور پر ان کی فہرست یہ ہے۔

خود غرضی۔ اجتماعی مفاد کی قربانی۔ اجارہ داری۔ ذخیرہ اندوزی۔ فریب دہی اخلاقی اصول کی پائمالی۔ طلب و رسد کے قدرتی تناسب میں خلل اندازی۔ مستقبل کی سودابازی۔ جہالت۔ منازعت۔ ناجائز استحصال۔ احتمال سود۔ باہمی تعاون کا فقدان اور غلط تشہیر و پروپیگنڈا۔

یہ وجوہ قدیم و جدید جن شکلوں میں پائے جائیں گے ان کی ممانعت ہوگی یہ وجوہات مبادلہ کی قدیم و جدید جن شکلوں میں پائے جائیں گے اسلام میں ان کی ممانعت ہوگی اگرچہ ان میں کچھ مادی فائدہ

---

[1] ترمذی [2] ابوداؤد و نسائی [3] ابوداؤد ابن ماجہ [4] ترمذی و نسائی۔

بھی ہو جیسا کہ قرآن حکیم کی درج ذیل آیت میں نفع کے بالمقابل خدا کے بجائے لفظ "اثم" کے استعمال سے واضح ہوتا ہے۔

یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔[1]	وہ تم سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدہ سے بڑھ کر ہے۔

کلام عرب میں لفظ "اثم" کا استعمال اخلاقی و روحانی مفاسد کے لیے ہوتا ہے جبکہ "ضرر" مادی وجسمانی مضرات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

عرب جاہلیت میں شراب وجوا بھی نیکی وخدمت خلق کا ذریعہ تھے

عرب جاہلیت میں شراب وجوا خالص عیاشی و مال کی بربادی کا ذریعہ نہ تھے بلکہ ان سے کچھ فوائد بھی حاصل کئے جاتے تھے مثلاً شراب سے جنگ میں مدد لی جاتی اور جوئے کی آمدنی سے غریبوں کی مدد کی جاتی تھی۔

یا عرب سخی دولتمند قحط کے زمانہ میں خاص تقریب کے تحت جگہ جگہ اکٹھے ہوتے اور شراب کی مستی میں جس کسی کے اونٹ واونٹنی کو چاہتے ذبح کردیتے پھر ان کے مالک کو منھ مانگے دام دے کر گوشت پر جوا کھیلتے تھے اور جوئے میں ہر شخص جتنا گوشت جیتا وہ غریبوں اور فقیروں میں لٹایا جاتا تھا اس تقریب میں شریک ہونے والے دولتمندوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور جو اس میں شریک نہ ہوتا اس کے لیے ایک خاص لفظ "برم" استعمال ہوتا تھا جس کے معنی بخیل کے ہیں[2]

چنانچہ "لسان العرب" میں ہے

کانوا اذا قامروا فقمروا الطعموا منہ وتصدقوا فالاطعام والصدقۃ	جب جوا کھیلتے اور اس میں جیتتے تو کچھ اس سے لوگوں کو کھلا دیتے اور کچھ صدقہ کردیتے یہ کھانا

---

[1] سورہ بقرہ رکوع ۲۷۔ [2] تدبر قرآن صد۱۱۔

منفعة والاثم القمار[1]۔ اور صدقہ کرنا نفع ہے اور اثم (گناہ) جوا ہے۔

غرض اس طریقہ سے عرب جاہلیت میں شراب اور جوا بھی نیکی و خدمت خلق کا ذریعہ بن گئے تھے جس کی بنا پر انفاق و جہاد کے ساتھ شراب و جوا کے متعلق سوال کی ضرورت محسوس ہوئی۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ آج کل لاٹری فلم شو اور رقص و سرود وغیرہ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے مثلاً لاٹری اس لیے ڈالی جائے کہ اس کی آمدنی مصیبت زدہ و مفلوک الحال لوگوں کے کام آ جائے گی۔ فلم اس لیے دکھائی جائے کہ اس کی آمدنی فلاں نیک کام و خدمت خلق میں صرف کی جائے گی اور رقص و سرود کی محفلیں اس لیے منعقد ہوں کہ اس کی آمدنی سے یتیم و مسکین کی کفالت کی جائے گی وغیرہ۔

نیکی و خدمت خلق کا ذریعہ بننے سے نہ حرام چیز حلال بنتی اور نہ ناجائز فعل جائز ہوتا ہے قرآن حکیم کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اصولی طور پر جواز عدم جواز یا حلال و حرام کے لیے مادی و جسمانی فوائد و نقصان کو مدار نہیں بنایا گیا بلکہ اخلاقی و روحانی فوائد و نقصان کو مدار بنایا گیا ہے۔

جس کی بنا پر نیکی و خدمت خلق کا ذریعہ بننے اور مادی و جسمانی فائدہ متعلق ہونے سے نہ حرام چیز حلال بنتی ہے اور نہ ناجائز فعل جواز میں تبدیل ہوتا ہے اگر اسی طرح قلب جاہلیت ہوتی رہی تو پھر کسی شئی کے حرام اور کسی فعل کے ناجائز ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ہر جائز و حرام میں کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا اور کسی نہ کسی طرح اس کو نیکی و خدمت خلق کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔

معاملات و مبادلات میں اسلام کا درجہ نہایت بلند ہے مذکورہ تفصیلات سے ظاہر ہے کہ معاملات و مبادلات میں اسلام نے اخلاقی حدود و ایک دوسرے کے حقوق کا کس قدر لحاظ کیا ہے ؟ نیز حلال حرام اور جواز و عدم جواز کے فیصلہ میں اس کا معیار کس درجہ بلند ہے ؟

سٹہ بازی ناجائز ہے ان تفصیلات کی روشنی میں سوال نامہ کا جواب درج ذیل ہے۔

(۱) سٹہ بازی ان وجوہات کی بناء پر ناجائز ہے۔

---

[1] لسان العرب لفظ قمار

(ا) یہ ادھار کی بیع ادھار کے بدلے ہے
(ب) اس چیز کی بیع ہے جس پر عملاً یا قانوناً اب تک قبضہ نہیں ہے۔
(ج) اس پر نفع لینا ہے جو اپنے ضمان میں نہیں ہے۔
(د) فصل آنے سے پہلے محض تخمین و اندازہ کی سودا بازی ہے۔
(ہ) ایک فریق اس میں غیر معمولی خطرات مول لیتا ہے۔
(س) اس میں اجارہ داری۔ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز استحصال کی ذہنیت پائی جاتی ہے
(ص) وہ تمام اخلاقی خرابیاں پائی جاتی ہیں جو ماہرین معاشیات کی آراء میں گزر چکی ہیں
(ط) یہ بڑی حد تک مالیاتی بحران کا باعث ہوتا ہے جس کا بالواسطہ اثر اخلاق پر پڑتا ہے۔

سوالنامہ میں بحران کی اصل علت سٹہ بازی کو قرار دیا گیا ہے لیکن یہ "بڑی حد تک" سے تمام تر نہیں ہے کیونکہ اس کے علاوہ بحران کے اور اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔

اسٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت ناجائز ہے (۲) اسٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت ان وجوہات کی بناء پر ناجائز ہے۔

(ا) کمپنی کے ڈائرکٹر و منیجر حصہ داروں کے امین اور ان کے مفاد کے محافظ ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ بھی دھوکہ دے کر حصہ داروں سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے ہیں۔
(ب) کمپنی کی اندرونی حالت سے جن کو زیادہ واقفیت ہوتی ہے وہ فرضی طور پر خرید کر کے یا احتکار و تخمین کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں جس سے دوسرے حصہ داروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔
(ج) حصص کی منتقلی میں چونکہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد شریک ہوتی ہے اس بناء پر حق تلفی دھوکہ دہی اور ناجائز استحصال وغیرہ کو کاروباری حلقہ میں برا نہیں سمجھا جاتا۔
(د) حصص کی انتقال پذیری کی توقع دبالواسطہ مستقبل کے تخمینی کاروبار کو فروغ دینے اور سٹہ کے مرافوں کو جنم دیتی ہے جن کے اثرات نہایت معدوس اور ہمہ گیر ہوتے ہیں۔

(ر) حصص پر نفع کی مذکورہ تقسیم بعض صورتوں میں جہالت پیدا کرتی اور بعض میں حق تلفی کا باعث بنتی ہے جیسا کہ "ترجیحی" کی بعض شکلوں میں ہوتا ہے۔

(س) بار بار حصص کی منتقلی سے اخلاقی حس کو ٹھیس پہونچتی اور اجتماعی مفاد مجروح ہوتا ہے۔

(ص) تمسکات کے مالک صرف نفع میں شریک ہوتے یعنی "سود" کے مستحق ہوتے ہیں نقصان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(ط) تمسکات کی خرید و فروخت کرنے والے ہر وقت ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش میں رہتے اور اس کی قمار بازی میں بہت کچھ غیر پیداواری محنت صرف کرتے ہیں جس کو ماہرین معاشیات نے چوری کرنے اور بھیک مانگنے والوں کی محنت سے تشبیہ دی ہے۔

(ع) یہ کاروبار چند چالاک و چالباز قسم کے دلالوں میں محدود ہو گیا ہے جو کمیشن حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی غلط شہرت و جائز و ناجائز سے دریغ نہیں کرتے ہیں

اسٹاک ایکسچینج کی مذکورہ چار صورتوں کو نہ سٹہ بازی سے علیحدہ کیا جا سکتا اور نہ بعض صورتوں میں خرابی کی کمی بیشی کے سبب اس سسٹم کے جواز کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے

سوالنامہ میں مذکورہ چاروں صورتیں ناجائز ہیں | مزید وضاحت کے لیے چاروں کی تفصیل یہ ہے۔

پہلی و دوسری صورت میں حصص کی منتقلی و اخلاقیات کے مجروح ہونے کی عام خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

تیسری صورت میں ایک خاص قسم کی جہالت بھی پائی جاتی ہے وہ یہ کہ مطلوبہ قسط کی ادائیگی اور فروخت سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل ہوگئی اور واپسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی۔ پھر یہ پتہ نہیں چلتا کہ معاہدہ کی تکمیل کے لیے صرف درخواست اور مطلوبہ قسط کی ادائیگی کافی ہے یا اس کے بعد میٹنگ اور فیصلہ بھی ضروری ہے اگر درخواست اور مطلوبہ قسط کی ادائیگی سے معاہدہ کی تکمیل ہوگئی ہے تو اس کا توڑنا محض اضافہ قیمت میں کمی کی وجہ سے ناجائز ہے اور اگر معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی ہے تو قیمت چڑھتے ہی فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح تکمیل معاہدہ کے بغیر مطلوبہ قسط پر نفع کمانا جائز نہیں ہے اور تکمیل معاہدہ کے

بعد قسط کی واپسی درست نہیں ہے۔ (غالباً سوالنامہ میں خاص صورتوں کا لحاظ کیا گیا ہے ورنہ تمام صورتوں میں قسط کی واپسی نہیں ہوتی ہے)

چوتھی صورت میں زید اکثر ڈائرکٹر، منیجر یا اور کوئی ماہر شخص ہوتا ہے جو کاروبار کی اندرونی حالت سے واقفیت کی بناء پر اپنے دلال سے خرید نے کے لیے کہتا ہے اگر ایسی بات ہے تو بدد یانتی یا دوسروں کی حق تلفی لازم آتی ہے۔

پھر اس صورت میں دلال کی حیثیت اور اس کے اختیارات واضح نہیں ہیں جس سے جہالت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ زید نے دلال سے قرض کی ادائیگی کو مزید ۱۵ یوم تک ملتوی کرنے کے لیے کہا تھا جبکہ اس نے "بنک" سے سودی قرض لے کر ادائیگی کر دی اگر دلال کے اس تصرف کو جائز تسلیم کیا جائے تو ایک معاملہ میں دو معاملہ کرنا لازم آجائے گا جیسا کہ بعد کی ہدایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور اگر اس تصرف کو ناجائز تسلیم کیا جائے تو فروخت کی صورت میں ایک ایسی شی پر نفع کمانا لازم آئے گا جو اپنے قبضہ اور ضمان میں نہیں ہے "سود" کا معاملہ ان سب کے ماسوا ہے

غرض چند در چند پیچیدگیوں اور خرابیوں کی وجہ سے خرید و فروخت کی مذکورہ شکلوں کی اسلامی معاملات و مبادلات میں گنجائش نہیں ہے۔

ناجائز ہونے میں اخلاقی و معاشی نقصان کو مدار بنایا گیا ہے شراب اور جوئے کی طرح سٹہ بازی اور حصص کی خرید و فروخت میں بھی کچھ فوائد بیان کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اسلام میں گنجائش نکالنے کی کوشش ہوتی ہے مثلاً۔

(۱) ماہر سٹہ بازوں کی موجودگی سے مارکیٹ میں مقابلہ کی صورت قائم رہتی ہے جس سے ہوشیار خریدار دمارکیٹ کا بھاؤ کم رکھ کر اور کم قیمت پہ مال خرید کر) ناواقف بیچنے والوں کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

(۲) سٹہ بازی سے قیمتوں کے تعین میں مدد ملتی ہے کیونکہ حاضر بازار کی قیمتیں وعدہ بازار کی قیمتوں سے متاثر ہوتی ہے۔

(۳) سٹہ باز قومی خدمت انجام دیتے ہیں کیونکہ وہ صحیح طور پر بازار کا اندازہ لگاتے اور بھاؤ کے اتار چڑھاؤ میں تناسب قائم رکھتے ہیں وغیرہ

لیکن یہ فوائد مادی وجسمانی ہیں جبکہ جواز و عدم جواز کے بارے میں اخلاقی وروحانی فوائد ونقصان کو مدار بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

مادی فوائد کے مقابلہ میں مادی نقصان کا پلہ بھی بھاری ہے	پھر اسلام میں گنجائش کے لیے جن مادی فوائد کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے مقابلہ میں مادی نقصانات کم درجہ کے نہیں ہیں مثلاً،

(۱) سٹہ بازی کی وجہ سے بھاؤ کے اتار چڑھاؤ کے نقصانات ہر وقت کار فرما رہتے ہیں اور ایک رجحان کو غالب کرنے کے لیے ہر قسم کے صحیح وغلط طریقے استعمال کرنے ناگزیر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بھاؤ کا اتار چڑھاؤ کرنے والے بڑے بڑے گروہ بنائے جاتے ہیں تھوڑے سرمایہ سے زیادہ فائدہ کی امید دلا کر نئے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی غلط افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔

(۲) وعدہ بازار کی قیمتیں دلالوں کی خدمت کے معاوضہ اور سٹہ بازوں کے منافع سے متاثر ہو کر متعین ہوتی ہیں اس لیے یا تو مال پیدا کرنے والوں کا نقصان ہوتا ہے کہ ان کو اس قیمت سے کم قیمت ملتی ہے جو سٹہ بازوں اور دلالوں کی غیر موجودگی میں ملتی۔

یا مال کھپت کرنے والوں کو نقصان ہوتا ہے کہ ان کو اس قیمت سے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے جو وہ سٹہ بازوں اور دلالوں کی غیر موجودگی میں ادا کرتے۔

(۳) قومی خدمت کی بات اس بناء پر کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ سٹہ باز صحیح و غلط دونوں قسم کے اندازے لگاتے ہیں۔ غلط اندازہ کی صورت میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا مسئلہ نہایت سنگین بن جاتا اور حصص خریدنے والوں کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے یہ نقصانات مارکیٹ کے لیے اس قدر پریشان کن ثابت ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے بسا اوقات اسٹاک ایکسچینج کی راہ سے سٹہ بازی کو ختم کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں مثلاً ۱۹۲۶ء اور اس سے کچھ پہلے کے

انگلستان میں حصص کی خریداری کے لیے پوری قیمت کی نقد ادائیگی لازمی کر دی گئی تھی جبکہ پہلے اپنے دلال کو قیمت کا کچھ حصہ دے کر خریداری کی جا سکتی تھی۔ اسی طرح ۱۹۶۹ء کے ہندوستان میں (اسٹاک ایکسچنجوں میں) وعدہ کی سودا بازی پر پابندی لگا کر بحران دور کرنے کی کوشش ہو رہی ہے وغیرہ۔

اسلامی حکومت میں دو متبادل انتظام ہیں | (۳) اسلامی حکومت میں حصص کی خرید و فروخت کے دو متبادل انتظام ہیں۔

(الف) وہ جس میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں باقی رہتی ہیں۔

(ب) وہ جس میں یہ کمپنیاں بڑے کاروبار کے لیے ختم کر دی جاتی ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک کے لیے متبادل انتظام | (۱) جس انتظام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں باقی رہتی ہیں وہ ترقی یافتہ ممالک کے لیے ہے جنھوں نے انفرادی ملکیت کے باوجود خود کفیل ہو کر اپنے معاشی مسائل بڑی حد تک حل کر لیے ہیں جیسے امریکہ و برطانیہ وغیرہ۔

اس میں پیچیدگیوں اور خرابیوں کے دور کرنے کے بعد حصص کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ چنانچہ جن راستوں سے پیچیدگیاں و خرابیاں داخل ہوتی ہیں یہ ہیں۔

(۱) کمپنی کے نظام کا واسطہ در واسطہ ہونا

(۲) بار بار حصص کی منتقلی

(۳) حصص کی تقسیم میں جہالت

(۴) تمسکات کا اجراء

(۵) دلالوں کا پیشہ ور درمیانی طبقہ

ان راستوں کے بند کرنے کی تدبیریں یہ ہیں۔

(۱) واسطوں کو کم کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ شرکت و مضاربت کی بنیادوں پر مشترکہ کمپنیوں کے لیے قواعد و ضوابط مقرر کیے جائیں جس میں کسی ایک مسلک کی پیروی ضروری نہیں

ہے۔ بلکہ ہر فقہی مسلک اور اصول و کلیات سے استفادہ کی گنجائش ہے نیز اجتہاد کے ذریعہ نئے قوانین وضع کرنے کی اجازت ہے[1]

(۲) حصص کی منتقلی کا نظم ختم کیا جائے کہ اس کے بغیر دوسروں کی حق تلفی اور ان کے ساتھ ظلم و زیادتی سے نجات ملنی مشکل ہے۔

یہ منتقلی مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے لوازم میں سے نہیں ہے کہ اس کے بغیر وہ تشکیل نہ پا سکیں یا ان کا چلنا ناممکن ہو جائے، بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کمپنی کے حصہ دار اپنے کو مستقل طور پر کمپنی سے وابستہ کر لیں خواہ انہیں فائدہ ہو یا نقصان جیسا کہ شرکت میں ہوتا ہے[2]

(۳) تقسیم کی جہالت دور کی جائے اس طرح کہ بڑے حصوں کو محدود سے محدود تر کر دیا جائے اور مختلف قسم کے حصے بند کر کے زیادہ مقدار میں ایک قسم کے چھوٹے حصے جاری کئے جائیں تاکہ عوام کو زیادہ فائدہ پہونچ سکے۔

(۴) تمسکات کا اجراء بند کر دیا جائے کہ اس کے بغیر ادھار اور سود کا سلسلہ ختم ہو سکے گا۔ اس کے بجائے کاروباری اغراض کے لیے حکومت سرکاری خزانہ سے لوگوں کو قرض دے تاکہ وہ کمپنی کے کاروبار میں شرکت کر کے حصے خرید سکیں حکومت مقررہ قواعد و ضوابط کے مطابق اسی قرض کے نفع و نقصان دونوں میں کمی بیشی کے ساتھ تقسیم کر کے شریک ہو سکتی ہے۔

(۵) دلالوں کا پیشہ درمیانی طبقہ ختم کیا جائے اگر کاروبار چلانے کے لیے کچھ مشیر کاروں کی ضرورت ہو تو ان کو قانونی و اخلاقی ضابطوں کا زیادہ سے زیادہ پابند بنایا جائے۔

ان اصلاحات کے نافذ کرنے میں ابتداءً دشواری ہوگی لیکن رفتہ رفتہ دشواری پر قابو پا کر معاشرتی زندگی کا نقشہ بدلا جا سکتا ہے جیسا کہ ہر اصلاحی و انقلابی تحریک میں ابتداء دشوار ہوتی ہے لیکن بعد میں راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

---

[1] شرکت و مضاربت کے شرعی اصول کے نام سے اردو میں محترم ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتاب شائع ہو گئی ہے اس سے بھی استفادہ مفید رہے گا۔ [2] اصول معاشیات ج ۱ صفحہ ۱۱۰۔

غیر ترقی یافتہ ممالک کے لیے تبادلی انتظام

(۲) جس انتظام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں بڑے کاروبار کے لیے ختم کردی جاتی ہیں وہ غیر ترقی یافتہ ممالک کے لیے ہے جن میں اب تک نہ معاشی مسائل حل ہوئے ہیں اور نہ وہ اپنی ضرورت پوری کرنے میں خودکفیل ہوئے ہیں۔

اس میں کمپنیوں کے ختم ہونے کے بعد اگرچہ اونچے پیمانے پر حصص کی خرید وفروخت کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے لیکن چھوٹے کاروبار کے لیے کمپنیوں کے ساتھ حصص کی خرید وفروخت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اسلامی حکومت میں مسئلہ ملکیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے

بدقسمتی سے ذرائع پیداوار کی تنظیم میں سب سے زیادہ اہمیت مسئلہ ملکیت کو دیدی گئی ہے جس کے غلط تصور نے ہمیشہ انسانیت سوز نتائج پیدا کئے ہیں اور آج بھی اس کی وجہ سے بہت سے ممالک میں ایک طرف بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے دولت وسامان عیش کی ناقابل تصور فراوانی ہے تو دوسری طرف محنت ومشقت کے باوجود ذلت ونکتب کی موت ہے۔

یا ایک طرف یہ کہ ذرائع پیداوار پر چند افراد کا قبضہ ہے تو دوسری طرف ملک اس قدر محتاج ہے کہ معمولی معمولی چیزیں بھی اس میں نہیں تیار ہوتیں بلکہ باہر سے درآمد ہوتی ہیں

ایسی حالت میں کم از کم "اسلام" سے تو اس بات کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ مقصد (معاشی بدحالی دور کرکے خودکفیل ہونا) کو نظر انداز کرکے ملکیت کی بحثوں میں الجھے گا یا اپنے انتظام کو کسی ایک تنظیم (انفرادی یا اجتماعی) میں محدود کرکے "تنگی" پیدا کرے گا[1]

مقصد کے پیش نظر ذرائع پیداوار تین حصوں میں تقسیم ہوں گے

چنانچہ مقصد کے پیش نظر اسلامی حکومت میں انفرادی واجتماعی ملکیت دونوں کی اجازت ہوگی[2] اور سردست حالات کے لحاظ

---

[1] جیساکہ ہندوستان میں اس تنگی کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کی ۹۱۶ بڑی بڑی کمپنیوں پر صرف دس خاندان کا قبضہ ہے۔ [2] اسلام میں وسعت اور انفرادی واجتماعی دونوں کی اجازت کے لیے راقم کی کتاب احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت کا مطالعہ مفید رہے گا جو ادارہ نشریات اسلام چوک انارکلی لاہور پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔

سے ذرائع پیداوار درج ذیل حصوں میں تقسیم کر دئے جائیں گے۔

(۱) وہ جن پر اجتماعی ملکیت ہوگی یعنی حکومت براہ راست انتظام کرے گی۔

(۲) وہ جن پر بتدریج اجتماعی ملکیت ہوگی

(۳) وہ جن پر انفرادی ملکیت ہوگی۔

ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلے حصہ کی تفصیل | (۱) پہلے حصہ میں نامزد کردہ بنیادی صنعتیں اور مثلاً درج ذیل چیزیں شامل ہوں گی۔

(الف) فولاد و لوہا: اس میں کان، مشینی اوزار اور ڈھالنے کے لیے بڑی بڑی مشینیں سب شامل ہونگی

(ب) اسلحہ جات: اس میں دفاع سے متعلق صنعتیں شامل ہیں۔

(ج) برقی پلانٹ: اس میں بجلی پیدا کرنے کی طاقت اور اس سے متعلقہ صنعتیں شامل ہیں۔

(د) اٹامک انرجی: (ایٹمی طاقت)۔

(ر) کوئلہ کی کان، تارکول، پٹرول اور گیس کی صنعت۔

(س) خام میگنیز

(ص) جواہرات: سونا چاندی۔ تانبا جستہ۔ سیسہ۔

(ط) ہوائی۔ بحری اور ریلوے ٹرانسپورٹ۔

(ع) ٹیلیفون۔ ٹیلیگراف اور وائرلیس۔

(ف) کپڑوں کے مل۔ بڑے کارخانے اور ڈاکخانے۔

دوسرے حصہ کی تفصیل | (۲) دوسرے حصہ میں مثلاً یہ چیزیں شامل ہوں گی۔

(الف) المونیم اور ٹین کی صنعت۔

(ب) کوئلہ سے کاربن بنانے کی صنعت۔

(ج) چھوٹے اوزار کے لیے چھوٹی مشینیں

(د) رنگ سازی و پلاسٹک کی چیزیں۔

(ر) انگریزی دوائیں اور جراثیم کش دوائیں۔

(س) روڈ ٹرانسپورٹ۔

(ص) سمنٹ کے کارخانے۔

(ط) کاغذ کے کارخانے۔

(ع) چائے کے باغات اور اس سے متعلقہ چیزیں

(ف) ان کے علاوہ اور جو چیزیں اس میں شامل ہونے کے لائق ہوں [۱]۔

تنظیمی تبدیلی سے مراد قومیانہ نہیں بلکہ اسلامیانہ ہے

اسلامی حکومت میں انفرادی و اجتماعی بچتوں کے بجائے ملکیت کا صحیح تصور پیدا کیا جائے گا اور تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جائے گا۔

صحیح تصور یہ کہ ہر شی کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان بحیثیت امین" اسپر قابض ہے یعنی ذرائع پیداوار افراد کے سپرد ہوں یا جماعتوں کے ہوں ان سب کی حیثیت محض" امین" کی ہے جس کو مالک کے مقررہ قانون کے مطابق استعمال و انتفاع کا حق حاصل ہو اور اسی وقت تک یہ حق حاصل رہے گا جب تک وہ حصول مقصد (خلق خدا کی خوشحالی و فارغ البالی) میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں یا ایسی فضاء پیدا کرنے میں مددگار بنیں جو عام مخلوق کی خوشحالی و ترقی کی ضامن ہو۔

اسلام میں اسی حق استعمال و انتفاع کو حق ملکیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آراضی کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں۔

د حق الملك فی الآدمی کونہ احق بالانتفاع من غیرہ [۲]	حق ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنے غیر کے مقابلہ میں زیادہ انتفاع کا حق حاصل ہو۔

تعلیم و تربیت کے ذریعہ اخلاقی فضا اور قانون و اخلاق میں باہمی ربط پیدا کیا جائے گا کہ

---

[۱] آراضی کے بارے میں راقم کی کتاب" اسلام کا زرعی نظام " کا مطالعہ مفید رہے گا جو ندوۃ المصنفین دہلی انڈیا سے شائع ہوئی ہے۔

اس کے بغیر مذکورہ تنظیمی تبدیلیوں کو نہ "اسلامی" قرار دیا جا سکتا اور نہ ان سے خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ اگر محض تنظیمی تبدیلی کے ذریعہ معاشی مسائل حل بھی ہو گئے تو اخلاقی اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے بہت سے نفسیاتی و سماجی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے جن پر قابو پانا سخت مشکل ہوگا جیسا کہ بعض مسلم ممالک (مصر وغیرہ) میں یہی صورتحال درپیش ہے۔

یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مذکورہ تنظیمی تبدیلی سے میری مراد قومیانہ نہیں بلکہ "اسلامیانہ" ہے جس میں اللہ کے سامنے جواب دہی کا تصور ابھرے گا اور حقوق سے زیادہ فرائض پر زور ہوگا۔

بتدریج اجتماعی ملکیت کا یہ مطلب ہے کہ حکومت ان کے لیے لائسنس جاری کرے گی ان پر عمومی نگرانی قائم رکھے گی اور متعینہ مدت کے بعد پیداوار اور انتظام کی جانچ کرتی رہے گی اگر پیداوار میں کمی یا انتظام میں خرابی ہوئی تو اپنے قبضہ میں لینے کی مجاز ہوگی۔

اسی طرح حکومت کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ ان چیزوں کے پرانے کاروبار انفرادی ملکیت میں رہنے دے لیکن نئے کاروبار کا انتظام خود کرے۔

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اشیاء کی مذکورہ فہرست نہ آخری ہے اور نہ کوئی دوسری فہرست کسی وقت آخری ہو سکتی ہے حالات کے لحاظ سے حکومت نئی فہرست بنانے اور پرانی فہرست میں رد و بدل کرنے کا پورا اختیار رکھتی ہے اسی طرح چند معدنیات کو چھوڑ کر انفرادی کو اجتماعی اور اجتماعی کو انفرادی میں تبدیل کرنے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔

تیسرے حصہ کی تفصیل | (۳) تیسرے حصہ میں چھوٹے پیمانہ کی صنعتیں اور گھریلو صنعتیں شامل ہیں (الف) چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں کے لیے نجی و عوامی کمپنیاں قائم ہوں گی یا وہ انفرادی طور پر انجام پائیں گی ان کے لیے قواعد و ضوابط شریعت کی روشنی میں مقرر ہوں گے۔ اور حکومت (بشرط مصلحت) ان کے لیے سرمایہ کی ایک حد (مثلاً دس بیس لاکھ وغیرہ) مقرر کرنے کی مجاز ہوگی کہ اس کے بعد یہ انفرادی سے نکل کر اجتماعی میں آ سکتی ہیں۔

(ب) گھریلو صنعتوں کے لیے سرمایہ کی حد بندی نہ ہوگی۔ ان میں چونکہ گھر کے اکثر لوگ کام کرتے ہیں باہر کے مزدوروں سے کم کام لیا جاتا ہے۔ اس بنا پر نہ اوقات کار کا تعین ہو پاتا ہے اور نہ کام کی باقاعدہ تنظیم ہوتی ہے حکومت چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قرض دے گی اور ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اسی طرح دوسرے اور تیسرے حصّے سے (الف) میں حصص کی خرید و فروخت اور مسابقت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا غرض اس طرح ایک طرف اجتماعیت کا تجربہ ہوگا تو دوسری طرف انفرادیت کو موقع ملتا رہے گا ان میں نہ کوئی آخری شکل ہوگی اور نہ کسی کو ذاتی وقار و اقتدار بڑھانے کے لیے باقی رکھے گا کہ وہ تنہا یا جماعتی حیثیت سے سرچشمۂ رزق پر قابض ہو کر اللہ کی مخلوق کو غلامی پر مجبور کر سکے۔

مصباح اللغات

مکمل عربی اُردو لغت

فوٹو آفسٹ

پچاس ہزار سے زیادہ عربی لفظوں کا جامع و مستند ذخیرہ

یہ شاندار عربی اُردو لغت اپنی غیر معمولی خصوصیتوں کی وجہ سے لاجواب ہے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آج تک اس درجہ کی کوئی ڈکشنری شائع نہیں ہوئی جس میں عربی الفاظ اور لغت کے اتنے بڑے ذخیرے کو ایسے نفیس ترجمے اور نکھرے ہوئے مطلب کے ساتھ اُردو میں منتقل کیا گیا ہو۔ "المنجد" جو عربی لغت کی جدید کتابوں میں سب سے زیادہ نفیس و دلپذیر سمجھی جاتی ہے "مصباح اللغات" نہ صرف اس کا ترجمہ ہے بلکہ اس کی تیاری میں بہت سی بلند پایہ کتابوں سے اخذ و استنباط کی تمام صلاحیتوں سے کام لے کر مدد لی گئی ہے جیسے قاموس تاج العروس، لسان العرب، اقرب الموارد، نہایہ مجمع البحار، مفردات امام راغب، منتہی الارب وغیرہ۔

صفحات ۱۰۲۸ سائز بہت ہی عمدہ۔ جلد چرمی خوبصورت اور مضبوط قیمت بیس روپیہ۔ اُجرت جلد تین روپیہ

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶